حضرت مولانا ریاست علی صاحب کی زندگی کے روشن نقوش

عمران اللہ قاسمی، استاذ دارالعلوم دیوبند

imranqasmi78@gmail.com

علماء وفضلاء کی مجلس کے میر مگر کبرو بڑے پن سے متنفر، بے لوث محبت کرنے والے ہزاروں افراد کے محبوب، جذبۂ فدائیت سے سرشار بے شمار طلبہ کے منظور نظر مگر ناز محبوب اترا ہٹ معشوق سے عاری، میدان علم و تحقیق، حلقہ درس و تدریس میں اعتبار واعتماد کا مقام حاصل کرلینے والے مشہور اساتذۂ فن کے استاذ مگر انکساری و عاجزی کے پیکر، سیاسی گلیاروں میں اہم مناصب پر براجمان قائدین کے مشیر ورہنما مگر زہد واستغناء کا سراپا، متعدد بیماریوں سے نبرد آزما، پیہم عوارض سے دوچار مگر صابر شاکر، مقبول مدرس، عظیم محدث، کامیاب منتظم مگر متواضع وملنسار، شعروشاعری میں کامل، نظم گوئی میں پختہ، نثر نگاری میں منفرد وممتاز مگر شہرت پسندی اور امتیازی اطوار سے نفرت، نہایت ذکی ودور اندیش مگر حصول منفعت سے ناواقف، رحمدل وہمدرد، شیریں بیاں، زبان پر پیار ومحبت سے لبریز موتی جیسے حسین الفاظ، جسم پر سادہ لباس، بھیڑ ومجمع سے بچ کر راستہ کے ایک پہلو پر اکیلے چلنے کو ترجیح، شکایتوں کا ازالہ کرنے والے، کسی کو شکایت کا موقع نہ دینے والے، دیکھنے میں ہلکا پھلکا جسم وجثہ مگر ان کے معنوی کمالات وخوبیوں کے آگے کوہ گراں شرمسار۔ اگر مذکورہ اوصاف کا کسی انسانی پیکر میں مشاہدہ ہو تو یقین کر لیجئے کہ وہ ہمارے استاذ حضرت مولانا ریاست علی صاحبؒ کی شخصیت ہوگی، جو دنیا میں بھی محبوب تھے اور یقیناً آخرت میں بھی اللہ تعالی کے محبوب ومقبول بندوں میں ہوں گے۔

تقریبا ۲۶/۲۵ سال پہلے شمالی ہند کے معروف ادارے احقر کی مادر علمی جامعہ عربیہ اعزاز العلوم ویٹ میں پروگرام کی مناسبت سے علماء کرام کی آمد تھی، صغرسنی اور لاشعوری کے باعث احقر کو ان علماء عظام کے ناموں سے واقفیت تھی نہ ہی ان کے علمی مقام اور بلند رتبی کی معرفت، وعظ وخطاب کا سلسلہ جاری تھا کہ اناونسر صاحب نے ایک نئی شخصیت کو خطاب کی دعوت دی، سر پر دو پلی ٹوپی، سفید لباس، رفتار وگفتار پر سنجیدگی کا غلبہ، مدعو موصوف کرسی خطابت پر آئے تو علماء حاضرین کی توجہ اور سامعین کے انہماک کے اضافے نے ذات گرامی کی عظمت کا پتہ دیا، تقریر شروع ہوئی، الفاظ کی شیرینی، گفتگو میں ٹھہراؤ، پرلطف انداز، دلچسپ مضمون، ظرافت کی آمیزش اور سامعین کبھی سنجیدہ کبھی مبتسم، بتلایا گیا کہ آنجناب ہمارے اساتذہ کرام کے محبوب استاذ حضرت مولانا ریاست علی صاحب ہیں جو دارالعلوم دیوبند کے استاذ حدیث، ترانہ دارالعلوم ''یہ علم وہنر کا گہوارہ'' کے تخلیق کار ہیں، اس پہلے تعارف نے مناسبت کا نقش قائم کردیا۔ پروگرام کے بعد اساتذہ کی مجلس میں حضرت کے حسن انتظام کا ذکر، ظرافت کے واقعات کا محبت بھرا تذکرہ احقر کے دل میں محبت کا رنگ بھرتا رہا، تا آنکہ احقر مادر علمی دارالعلوم میں داخل ہوگیا پھر تو حضرت والا کو قریب سے دیکھنے اور استفادے کے بے شمار مواقع میسر ہوئے، چنانچہ پہلے ہی سال، سال ہفتم میں مقدمہ مشکاۃ شریف، نخبۃ الفکر، اور مشکاۃ شریف جز اول حضرت سے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی، وقت کی پابندی، درس کا نرالا انداز، آسان پیرائے میں مفہوم کی توضیح، ترجمہ کا حسن ان سب پر مستزاد، طلبہ کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ، کوتاہی پر لطیف پیرائے میں تنبیہ، جیسے جیسے وقت گزرتا گیا حضرت کی خوبیاں عظمت وعقیدت میں اضافہ کرتی رہیں اور اگلے سال دورہ حدیث میں ابن ماجہ شریف

کے درس میں آپ کی علمی شان مزید نمایاں ہوکرنظر آئی ۔احقر اکثر طلبہ میں حضرت والا سے محبت کی جھلک محسوس کرتا جس کی بناپرعصر بعد کی مجلس کے حاضرین میں شامل ہوگیا ،دورہ حدیث ،تکمیل افتاء ،معاونت تدریس کی پوری مدت حضرت والا کی مجلس میں حاضری ،خدمت کے مواقع سے سعادت حاصل کرتا رہا۔ جب احقر جامعہ قاسمیہ شاہی مرادابادمنتقل ہوگیا تو دیوبند حاضری کے موقع پر حضرت کی محبت وشفقت اور میزبانی سے محظوظ ہونے کا موقع ملتا،پھر جب دارالعلوم دیوبند تقرر ہوا تو پھر سے حضرت والاشفقتوں سے لطف اندوز ہونے اورقریب سے حضرت والا کی خوبیوں کے مشاہدہ کا موقع میسر آیا۔حضرت کی ذات نوع بہ نوع خوبیوں کی حامل تھی ،علمی کمالات فنی مہارت ،اخلاقی محاسن کے ساتھ آپ کی بعض خصوصیات ایسی تھیں کہ راہ علم کے ہر راہی کوانھیں اپنانا چاہیئے ۔

اصحاب فضل وکمال سے گہری وابستگی اور فضل وکمال کا حصول

درس میں حاضر ہوکر اساتذہ کی تقریر وتشریح کے چند حصوں کا محفوظ رہ جانا،کتابوں کی ورق گردانی کرتے کرتے کچھ اصول وقواعد کا مستحضر ہوجانا ایسی بات ہے جس کا اہل کمال کے یہاں کوئی مقام نہیں ہے،لیکن اہل فضل وکمال کے دامن کومضبوطی سے تھام کر،ان تھک محنت اوراساتذہ کی توجہات کے طفیل فن میں کمال حاصل کر لینا یقیناً قابل تقلید ہے،حضرت کی زندگی میں یہ وصف بہت نمایاں ہے،کہ آپ نے عربی زبان وادب،اردوادب،اورفن حدیث میں ان فنون کے ماہرین سے گہری وابستگی پیدا کرکے نمایاں مقام حاصل کیا۔

عربی زبان سے گہری مناسبت

آپ کے تمام شاگرد جانتے ہیں کہ آپ کوعربی زبان وادب سے گہری مناسبت تھی دور طالب علمی میں ہی محنت وشوق کے ساتھ عربی زبان کے حاصل کرنے میں مشغول ہوگئے تھے،اس وقت دارالعلوم میں باضابطہ شعبہ تکمیل ادب کا قیام نہیں ہوا تھا حضرت مولانا وحیدالزمان صاحب کیرانوی دارالعلوم میں داخل ہوکر حصول تعلیم میں مصروف تھے اور خود ذاتی طور پر طلبہ کوعربی زبان سکھاتے تھے محنتی اور شوقین طلبہ مولانا کیرانوی سے عربی زبان سیکھتے تھے،حضرت مولانا ریاست علی صاحب بھی مولانا کیرانوی سے وابستہ ہوگئے آپ عربی سیکھنے کی خاطر بہت محنت کرتے تھے،دیواری پرچوں کی تیاری ان کی کتابت وتزئین میں بڑھ چڑھ کرحصہ لیتے ،ماہ نامہ الازہار کی ادارت آپ سے متعلق رہتی تھی،اپنے ساتھیوں مولانا عبدالجلیل آسامی مولانا لقمان الحق بجنوری کی معیت میں اپنے ہاتھوں سے کتابت کرکے دیواری پرچہ کوآویزاں کرتے،آپ کے ہاتھوں کے تیارکردہ متعدد شمارے آج بھی النادی کے ریکارڈ کی زینت ہیں جونہایت خوش خط،شستہ تحریر، مختلف رنگ کے قلموں سے ڈیزاین کئے ہوے ہیں ان کی ہیئت آج بھی بھلی معلوم ہوتی ہے،الازہار رسالے کی پابندی اور بروقت اشاعت میں حضرت والا کی دل چسپی سے خوش ہوکر ایک مرتبہ حضرت مولانا کیرانوی نے تشجیعی کلمات رقم فرمائے جن کو پرچہ میں شائع کیا گیا تھا مولانا کیرانوی کے الفاظ تھے، هينـئـا لـكـم يـاأغراس دار العلوم هنيئاً. لقد قمتم بو اجبكم المهم الذى اهمله الجميع حيث تـقـد مـون الى اخـوانـكـم اليـوم ازهـارا جميلة ،يسر منظرها وتطيب رائحتها النفوس حقا، لقد كسوتم الحديقة القاسمية رونقا و بهجة ،وزدتموها بهاء وحسنا، بارك الله فيما تقومون به وجعلكم موفقين فيما تريد ون. (الازهـار ،العدد ، الاول.۳/ربيع الاول) مبارک ہو اے فرزندان دارالعلوم مبارک،یقیناً آپ لوگوں نے اپنے اس اہم

فریضہ کوادا کر دیا جس میں باقی ساتھیوں نے سستی برتی، آج تم اپنے بھائیوں کے سامنے خوبصورت پھول پیش کر رہے ہو، جن کا منظر خوش کن اوران کی خوشبو دلوں کو بھاتی ہے، حقیقت میں آپ لوگوں نے چمستان قاسمی کو خوش منظری اور پر رونقی کا لباس پہنا دیا، اس کے حسن وخوبصورتی کی دوبالا کر دیا اللہ تعالی تمہاری سرگرمیوں میں برکت دے اور تمہارے ارادوں کو کامیاب کرے۔

حضرت الاستاذ کا مختلف فنون کی عربی کتب سے اشتغال، عربی رسائل کا مطالعہ، عربی زبان ادب سے انس رکھنے والوں سے محبت ،طلبہ کوعربی زبان کے حصول کی ترغیب اور تدریس کی ابتدا سے انتہا تک عربی ادب کی مختلف کتب کی تدریس آپ کے ذوق عربی کی آئینہ دار ہیں، تکمیل ادب میں داخل نصاب ''البلاغۃ الواضحہ'' تو تقریباً پوری مدت تدریس آپ سے متعلق رہی اور آپ دلجمعی سے اس کو پڑھا تے ،جن احباب کوالبلاغۃ الواضحہ پڑھنے کا موقع ملا ہو وہ اس کتاب کی دشواری، انوکھے انداز تحریر، مشکل تمرینات، قدیم شعراء کے کلام سے استشہاد، امثلہ کا اصول وقواعد سے انطباق ایسے مشکل امور ہیں جن سے طلبہ جی چراتے ہیں، مگر حضرت والا کا پر کشش انداز، شفقت ومحبت سے لبریز گفتگو، امثلہ کی تفہیم وانطباق، ظرافت کے چھینٹے، ذرا بھی دشواری محسوس نہیں ہونے دیتے تھے اور بہت جلد طلبہ کوفن سے مناسبت ہونے لگتی۔

اردو ادب کا اعلی ذوق

آپ اردوادب میں بھی اعلی ذوق کے حامل تھے، دوران درس عربی عبارات کے ترجمہ کیلئے مناسب وبرمحل الفاظ کا استعمال ،پرکشش پیرایہ، مجلس یا پروگرام میں مخاطبین کے فہم سے مسئلہ کوقریب کرنے کیلئے معتدل ومتوازن اور مؤثر الفاظ کی تلاش آپ کے اردو ادب کے ذوق شیریں کا پتہ دیتی، آپ بہت خوبصورت حشو وزوائد سے پاک نثر لکھتے تھے، اسی وجہ سے دارالعلوم کی جانب سے جاری ہونے والی تحریریں، تجاویز وغیرہ کی تیاری کیلئے آپ کی خدمات حاصل کی جاتیں۔ حضرت مولانا سعید احمد اکبرآبادی کے انتقال کے بعد آپ کو شیخ الہند اکیڈمی کا ڈائریکٹر متعین کیا گیا، چنانچہ مضمون نگاری وصحافت میں طلبہ کو فائدہ بہم پہنچانے کے ساتھ اکیڈمی نے ترقی کے مراحل طے کئے، آپ کے زمانے میں متعدد کتابیں منظر عام پر آئیں، اسی طرح رسالہ دارالعلوم دیوبند کی ادارت بھی آپ کے سپرد کی گئی، غرضیکہ شوری کی شرعی حیثیت، رسالہ دارالعلوم کے اداریئے، ایضاح البخاری کی ٹکسالی اور خوبصورت زبان سے ہر کوئی آپ کے اردوادب میں بلند ذوق ہونے کی شہادت دیتا ہے، جس میں آپ کی ذاتی محنت ولگن، کثرت مطالعہ کے ساتھ حضرت مولانا فخر الدین صاحب کی عمدہ بیانی اور کاشف الہاشمی صاحب کی صحبت وتوجہ کا بھی حصہ ہے جس کی بدولت آپ کی زبان میں نکھار پیدا ہوا۔

بلند پایہ شاعری

اردوشاعری کا بھی آپ کو اچھا ذوق تھا، معیار بلند اور مقبول ترین، آپ کے اشعار میں لطافت فکر وخیال کی بلندی دل کو چھو جانے والی تعبیرات، اور سہل انگیزی بکثرت ملتی ہے، آپ نے اردو کے نامور شعراء مثلاً غالب، مومن، میر، اقبال، اور مجاز لکھنوی کے بعض اشعار کو سامنے رکھ کر ان کے بیان کردہ مضامین کو ان سے عمدہ اور واضح پیرایہ میں کہنے کی کوشش کی، اصحاب فن کے بقول آپ اپنی اس کوشش میں مکمل کامیاب ہیں جس سے آپ کی قدرت شعر گوئی، نیز قدیم شعراء کے کلام پر نظر عمیق کا اندازہ ہوتا ہے، آپ کا مجموعہ کلام ''نغمہ سحر'' کافی

پہلے شائع ہوا اور پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا،اردو اکیڈمی لکھنو کی طرف سے اس پر ایوارڈ سے نوازا گیا۔ نیز آپکا ترتیب دیا ہوا ترانہ دارالعلوم تو شعری دنیا کا بے مثال ادبی شاہکار ہے جو بحر طویل کے ۱۳۱ اشعار پر مشتمل عقیدت ومحبت کا شاندار نذرانہ ہے، جس میں دارالعلوم دیوبند کی تمام تاریخ کا خلاصہ، مزاج ومنہاج، موسسین کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری مناسبت، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تاسیسی اشارے، کوہ صفا کی صدائے دعوت، مدینہ منورہ سے رشتہ محبت، حضرت شاہ ولی اللہ سے فکری مناسبت، تحریک آزادی کی قیادت، حضرت حاجی امداداللہ حاجی عابد حسین صاحب حضرت نانوتوی حضرت گنگوہی حضرت تھانوی حضرت کشمیری، حضرت شیخ الہند، حضرت مدنی حضرت مولانا فخرالدین صاحب وغیرھم اور سرپرستان، ذمہ داران، اساتذہ، مشہور فیض یافتگان کا تذکرہ، ان کی خصوصیات وامتیازات کی طرف لطیف تلمیح، دارالعلوم کی تعلیمی خصوصیات، تربیتی امتیازات، جذبہ عمل جگانے، رازی کی نظر سے استفادہ، رومی کے طرز کو اپنانے، نیز معاشرہ کی اصلاح، دینی روح پروان چڑھانے میں دارالعلوم کردار کو بیان کرنے کے ساتھ شاعر نے ماضی حال مستقبل ہر زمانے سے متعلق ترجمانی کو ایسے حسین پیرایہ میں ڈھالا ہے کہ سننے والا اس کی خدمات، قربانیوں، منصوبوں اور اس کے مزاج سے بخوبی واقف ہو جاتا ہے، ترانہ کیلئے الفاظ کا حسین انتخاب، معانی کی وسعت، برجستگی پھر دارالعلوم کی آفاقیت وطرز اعجاز کی توضیح نے ترانہ کو انفرادیت عطا کردی ہے، بعد کے شعراء کی جانب سے اس ترانہ کی نقل کی بہت کوشش ہوئیں مگر کسی کو اس کے جیسا قبول حاصل نہ ہوسکا۔ یہ آپ کی شاعری کے بلند معیار ہونے کی دلیل ہے، جس میں مولانا کاشف الھاشمی کی محبت وتربیت کا خصوصی حصہ ہے۔

حدیث شریف سے خصوصی شغف

آپ کی زندگی کا زیادہ حصہ حدیث شریف کی خدمت میں گذرا، حدیث شریف سے آپ کو خصوصی شغف تھا، علوم کی تکمیل کر کے جس وقت آپ دورہ حدیث کے درس میں شامل ہوئے اس وقت دارالعلوم دیوبند کی مسند حدیث پر حضرت مولانا فخرالدین صاحب جلوہ افروز تھے جن کے درس کی نرالی شان، احادیث کی مبسوط دل نشیں تشریح اور ٹکسالی زبان کے چرچے ہر زبان پر جاری تھے، حضرت مولانا نے ان کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیا، اس گہری وابستگی نے استفادے کے مواقع فراہم کئے چنانچہ آپ نے پابندی کے ساتھ حاضر درس ہو کر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کے درسی افادات کو قلم بند کرنا شروع کیا، پھر مزید علمی تشنگی دور کرنے اور استفادے کی غرض سے دوسرے سال بھی دورہ حدیث کے اسباق میں شامل ہوئے، اس مرتبہ بھی افادات کو قلم بند کیا۔ فراغت کے بعد بھی حضرت شیخ سے استفادہ کرتے رہے، آپ کو حضرت شیخ سے عشق کی حد تک تعلق تھا، حضرت کی زندگی میں ہی درسی افادات کو ایضاح البخاری کے نام سے ترتیب دے کر حضرت شیخ کی نظر ثانی کے ساتھ شائع کرنا شروع کر دیا تھا یہ صرف ایک درسی تقریر نہ تھی بلکہ اس میں تمام شروح بخاری کا عطر، اکابر دارالعلوم کی تحقیقات کا نچوڑ، تراجم ابواب پر محققانہ گفتگو، حضرت والا کے ذوق کے مطابق اس انداز سے مرتب کی گئی ہے کہ فن حدیث سے واقفیت رکھنے والے اس کی اعلیٰ شان اور قدر وقیمت کا اعتراف کرتے ہیں۔

بڑوں چھوٹوں ہر ایک کا اعتماد

زندگی میں انسان کتنا ہی بلند مقام حاصل کرلے مگر حصول اعتماد سے محروم رہ جاتا ہے دوسرے تو کجا بسا اوقات اپنے بھی اس پر اعتماد

نہیں کر پاتے مگر حضرت والا کی خوبی کہ آپ کو اپنوں، پرایوں ہر ایک کا خوب اعتماد حاصل ہوا۔ کسی بھی کام کے آپ کے سپرد ہو جانے، آپ سے مشورہ کرنے، آپ کی طرف سے تائید مل جانے پر لوگ مطمئن ہو جاتے تھے، اپنے پھوپا حضرت مولانا سلطان الحق صاحب کا اعتماد، اساتذہ کا اعتماد، خصوصاً حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا فخر الدین صاحب کا اعتماد آپ کے شخصی جوہر اور طبعی سلامتی مزاج کے استحکام کو نمایاں کرتا ہے، جب آپ دارالعلوم دیوبند میں تدریس پر مامور ہوئے تو ذمہ داران اور ارکین کا اعتماد بھی آپ کو حاصل رہا، دارالعلوم دیوبند کی نشاۃ ثانیہ میں تو آپ انتظامیہ کے دست راست اور فکر وخیال کا اساسی رکن قرار پائے، اس دور کے حالات کا مشاہدہ کرنے والے حضرات آپ کی اس وقت کی خدمات، استقلال واصابت رائے کا وقیع الفاظ میں تذکرہ کرتے ہیں، آپ کو جو ذمہ داری بھی ملی آپ نے اس کے گیسو کو سنوار کر نئی جہت عطا کی۔ معاملات کی شفافیت، نظام کے استحکام کی غرض سے اصول وضع کئے جو بعد کے زمانہ میں معمول بہ قرار پائے، بہت سے اہم امور کو آپ کے مشورے کے بعد ہی عملی شکل دی جاتی۔ اساتذہ وطلبہ کے علاوہ دیگر لوگ بھی اپنے نجی معاملات میں آپ سے مشورہ کر کے اطمینان حاصل کرتے۔

ملی مسائل سے دلچسپی

عزلت پسندی، کم آمیزی، اسفار سے طبعی نفرت کے باوصف ملی مسائل سے بھی دل چسپی رکھتے، اور سرگرم تنظیموں میں جمعیت علماء ھند کے نظریہ سے اتفاق رکھتے تھے، اپنی جوانی کے ایام میں اس سے وابستہ بھی رہ چکے تھے، دارالعلوم دیوبند میں مصروف تدریس ہونے کے بعد بھی ذمہ داران جمعیۃ سے روابطہ، اجلاس میں شرکت، اہم امور میں مشورے دیتے رہتے تھے، اخیر عمر میں اس کے رکن عاملہ اور پھر نائب صدر بنا دیئے گئے، اور تا زندگی اپنے تجربات اصابت رائے سے اس عہدہ کو زینت بخشتے رہے۔

آپ اپنی زندگی میں وفا شعار، سخی، فیاض، کمزوروں کے معاون، بے سہاروں کے محسن تھے، کتنے ہی ایسے لوگ تھے، جن کو آپ کے علاوہ گھر کا کوئی فرد نہ جانتا تھا اور آپ کے ذریعہ ان کا تعاون جاری رہتا، تعلقات کو نباہنا، رشتہ داروں اور بڑوں کے تعلقات کو باقی رکھنا آپ کا خصوصی شعار تھا بسا اوقات عصر بعد کی مجلس میں کسی شریک کی عدم سنجیدگی، بداخلاقی کی وجہ سے پراگندگی ہو جاتی، دیگر شرکاء کو ناگواری ہوتی مگر آپ صورت حال کو نباہنے کی کوشش کرتے اور نباہتے رہتے۔

الغرض: ذاتی محنت ولگن، اساتذہ فن سے گہری وابستگی پیدا کر کے فنی مہارت کا حصول، رواداری، اصابت رائے، بڑوں چھوٹوں کے اعتماد کا حصول، حضرت والا کی قابل تقلید صفات ہیں جس وقت انھیں شعور ملا، وہ یتیم ہو چکے تھے، اور جب دنیا سے رخصت ہوئے تو اپنوں پرائیوں کے جم غفیر نے خود کو یتیم محسوس کیا، آپ کو انفرادیت عطا کرنے والا ایسا اتفاق کم ہی انسانوں کے حصہ میں آتا ہے، آپ بلند صفات کے حامل اور اعلی مقام پر فائز تھے، اچھے تھے، اللہ تعالی نے مزید بلند مقام عطا کر کے زیادہ اچھوں میں شامل کر لیا، آپ کی زندگی کے روشن نقوش پسماندگان، عقیدت کیشوں کے لئے خصوصاً اور سبھی کیلئے عموماً قابل تقلید ہیں۔